هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ط

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

فاروق

ایڈیٹر: پیر قاسم علی احمدی

تحریک جدید کا اخبار

قادیان

پیغام جدید پیغام

ناشر: مینیجر دارالامان قادیان۔ مساوات۔ عام خدمت۔ شیشہ ہی۔ سبز دان بند

مینیجر: پیر عبدالحفیظ احمدی

قیمت فی پرچہ ۱

تاریخہائے اشاعت: ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

جلد ۲۵ | قادیان دارالامان مورخہ یکم جمادی الاول ۱۳۵۹ھ مطابق ۷ ماہ احسان ۱۳۱۹ھ مطابق ۷ جون ۱۹۴۰ء | نمبر ۲۱

دارالامان کا ہفتہ

(۱) ۴ احسان / ۴ جون — سیدنا امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

(۲) سیدۃ النساء حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کی طبیعت بھی آج اچھی ہے۔ ثم الحمد للہ۔

درخواستہائے دعاء:- (۱) سیرالیون بیرون ہند سے مولوی نذیر احمد صاحب کا تار آیا ہے۔ کہ مولوی محمد صدیق صاحب مجاہد تحریک جدید بہت بیمار ہیں۔ احباب نہایت درد دل سے اس نوجوان مخلص۔ مجاہد۔ غریب الوطن کی صحت کاملہ وعاجلہ کے لئے بہت بہت دعائیں کریں۔ کہ خدا تعالیٰ اس کو صحت عطا فرماکر امیر المؤمنین ایدہ اللہ کی حسب منشا تبلیغ اسلام واشاعت احمدیت کا پورا موقعہ بخشے۔ آمین

(۲) غلام رسول صاحب کاٹڑ گڑھی کے چچا صاحب مہدی خاں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی ہیں۔ سخت بیمار ہیں۔ ان کی صحت کے لئے اور (۳) پھلور ضلع لدھیانہ میں غیر احمدیوں نے ایک احمدیہ مسجد کے متعلق جو سید عبدالغفور شاہ صاحب کے احمدی والد نے بنوائی تھی۔ مقدمہ دائر کر دیا ہے۔ مسجد کے متولی سید عبدالغفور شاہ صاحب احمدی ہیں۔ ان کے غیر احمدی بھائیوں نے مقدمہ دائر کیا ہے۔ کامیابی کے لئے دعائیں کریں۔

عذاب عظیم کی پیشگوئی

(در مورد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قبل از ۱۹۰۸ء)

یہ نشانِ زلزلہ جو ہو چکا منگل[1] کے دن
اِک ضیافت ہے بڑی اے غافلو کچھ دن کے بعد
فاسقوں اور ظالموں پر وہ گھڑی دشوار ہے
وحی حق کے ظاہری لفظوں میں ہے وہ زلزلہ
کچھ ہی ہو پر وہ نہیں رکھتا زمانہ میں نظیر
یہ جو طاعوں ملک میں ہے اسکو کچھ نسبت نہیں
تم نہیں لو ہے کے کیوں ڈرتے نہیں اس وقت سے
وہ تباہی آئیگی شہروں پہ اور دیہات پر
ایک دم میں عمکدہ ہو جائینگے عشرتکدہ
وہ جو تھے اونچے محل اور وہ جو تھے قصر بریں
ایک ہی گردش سے گھر ہو جائیں گے مٹی کا ڈھیر
کب یہ ہوگا یہ خدا کو علم ہے پر اس قدر
یہ نشان آخری ہے کام کر جائے مگر
آسماں پر ان دنوں قہر خدا کا جوش ہے
اب تو نرمی کے گئے دن اب خدائے خشمگیں
تم سے غائب ہے مگر میں دیکھتا ہوں ہر گھڑی

یہ تو اک لقمہ تھا جو تم کو کھلایا ہے نہار
جسکی دیتا ہے خبر فرقاں میں رحماں بار بار
جس سے قیمہ بن کے پھر دیکھیں گے قیمہ کا بگھار
لیک ممکن ہے کہ ہو کچھ اور ہی قسموں کی مار
فوق عادت ہے کہ سمجھا جائے گا روز شمار
اس بلا سے وہ تو ہے اک حشر کا نقش و نگار
جس سے پڑ جائیگی اک دم میں پہاڑوں میں لبگار
جس کی دنیا میں نہیں ہے مثل کوئی زینہار
شادیاں جو کرتے تھے بیٹھیں گے ہو کر سوگوار
پست ہو جائیں گے جیسے پست ہو اک جائے غار
جسقدر جانیں تلف ہونگی نہیں ان کا شمار
دی خبر مجھ کو کہ وہ دن ہوں گے ایام بہار
ورنہ اب باقی نہیں ہے تم میں امید سدھار
کیا نہیں تم میں سے کوئی بھی رشید و ہوشیار
کام وہ دکھلائے گا جیسے ہتھوڑے سے لوہار
پھرتا ہے آنکھوں کے آگے وہ زماں وہ روزگار

[1] یاد رہے۔ کہ جس عذاب کے لئے یہ پیشگوئی ہے۔ اس عذاب کو خدا تعالیٰ نے بار بار زلزلہ کے لفظ سے بیان کیا ہے۔ اگرچہ بظاہر وہ زلزلہ ہے۔ اور ظاہر الفاظ یہی بتاتے ہیں۔ کہ وہ زلزلہ ہی ہوگا۔ لیکن چونکہ عادت الٰہی میں استعارات بھی داخل ہیں۔ اسلئے یہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ کہ غالباً تو وہ زلزلہ ورنہ کوئی اور جانکاہ اور جاں گداز اور فوق العادت عذاب ہے۔ جو زلزلہ کا رنگ اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور اسکی بار بار شائع کرنے کی اسی وجہ سے ضرورت پیش آئی ہے۔ جو پہلے زلزلہ کی خبر جو اچھی طرح شائع نہیں کی گئی۔ اسلئے بہت سی جانوں کا نقصان ہوا۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا۔ کہ دوسری پیشگوئی میں جو زلزلہ کے بارے میں ۴۴

فاروق ۸ صفحہ کا

مجھے افسوس ہے۔ کہ حامیان ہمدردانِ فاروق نے میری پیشکردہ دو تجاویز پر جو فاروق کے متعلق گذشتہ اشاعتوں میں شائع ہو چکی ہیں۔ بجز چار پانچ دوستوں کے کسی نے جواب نہیں دیا۔ جنگ کی وجہ سے حالات ہر روز بدلتے جا رہے ہیں۔ ہر چیز کا غذ و چھپائی وغیرہ کے اخراجات بڑھ رہے ہیں۔ اور کاغذ سخت گراں ہوتا جا رہا ہے۔ اور ساتھ ہی نایاب بھی ہو رہا ہے۔ کاغذ ملتا نہیں۔ مجبوراً فاروق کو اب اس وقت تک کہ خدا اس جنگ کی مصیبت سے رہائی بخشکر آسانیاں پیدا نہ کر دے۔ فاروق ۸ صفحہ پر شائع کرنا پڑا ہے۔ اگر احباب میری ان دو تجاویز میں سے کسی ایک پر بھی عمل کر لیتے۔ تو فاروق بدستور بلکہ ترقی کے ساتھ نکلتا۔ لیکن اب سوائے کمی صفحات کے کوئی چارہ نہیں ہے۔

۴۴ جہاں تک میری طاقت ہے۔ لوگوں کو خبر کر دوں تا شاید میری بار بار کی اشاعت میں لوگوں کے دل میں صلاحیت کا خیال پیدا ہو جائے۔ اس عذاب کے ٹلنے کے لئے اس بات کی ضرورت نہیں۔ کہ کوئی عیسائی یا ہندو مسلمان ہوگا۔ یا کوئی شخص ہماری بیعت کرے۔ ہاں یہ ضرورت ہے۔ کہ لوگ نیک چلنی اختیار کریں۔ اور جرائم پیشہ ہونا چھوڑ دیں۔ منہ

---

[1] بلجیم کے بادشاہ نے بھی منگل کے دن صبح کے وقت ہتھیار ڈال دیئے تھے۔ (ایڈیٹر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جماعت احمدیہ کراچی کا اتحادیوں کی کامیابی کیلئے دعا کا جلسہ

بروز اتوار ۲۶ رمئی ۱۹۴۱ء ۶ بجے شام کو جناب نواب خان بہادر چودھری محمد الدین صاحب ریونیو منسٹر ریاست جودھ پور کے بنگلہ پر احمدی احباب کا اجتماع ہوا۔ جناب چودھری صاحب موصوف نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی:۔

صاحبان! آج کے دن کل قلمرو برطانیہ میں اتحادی افواج کی فتح اور کامیابی کے لئے دعا کی جارہی ہے۔ اور ہندوستان کے ہر فرقہ اور ہر مذہب کے لوگ اپنے اپنے طریق پر دعا کر رہے ہیں۔ شہنشاہ معظم نے جو دنیا کو مخاطب کر کے تقریر براڈکاسٹ کی ہے۔ وہ نہایت جامع اور پُر اثر ہے۔ اور اس میں رب العالمین کی درگاہ میں دعا کے لئے توجہ دلائی گئی ہے۔ اس وقت دنیا میں دعا کی تاثیر اور نتیجہ کے متعلق سب سے زیادہ یقین جماعت احمدیہ کو ہے۔ اور درحقیقت اس جماعت کا سارا مدار ہی دعا پر ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

نسلِ انساں سے حدہ اب مانگنا بیکار ہے
اب ہماری ہے تیری درگاہ میں یارب پکار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے انگریزی حکومت کو خدا کی رحمت اور آسمانی برکت قرار دیا۔ کیونکہ دنیا کے طبقہ میں اور کوئی ایسی گورنمنٹ نہیں ہے۔ جو مذہب کے معاملہ میں اپنی رعیت کے جملہ فرقوں اور افراد کو اس قدر آزادی دیتی ہو۔ جیسے کہ برٹش گورنمنٹ۔ لہٰذا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے متبعین کو ہمیشہ حکومت انگریزی کی اطاعت اور وفاداری کی تلقین فرمائی۔ اور دعا فرمائی۔ کہ "خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو ہر ایک شر سے محفوظ رکھے"۔

موجودہ جنگ کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے سب سے پہلے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا۔ کہ یہ وقت ایسا نازک آرہا ہے۔ کہ تمام ہندوستانیوں کو دل و جان سے گورنمنٹ کے ساتھ تعاون کرنا چاہیئے۔ اور ملکی مفاد کے لحاظ سے یہ ہرگز مناسب نہیں۔ کہ ایسے وقت میں کسی قوم یا فرقہ کی طرف سے کوئی ایسی حرکت ہو۔ جو گورنمنٹ کے لئے پریشانی کا باعث ہو۔ آپ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا۔ کہ "میرے نزدیک آج ہمیں اپنے تمام اختلافات کو بھول جانا چاہیئے۔ اور انگریزوں سے پورا پورا تعاون کرنا چاہیئے"۔

دعا کے لئے صلاحیت کا ہونا بھی ضروری ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

عزیزاں بے خلوص و صدق نہ کشائند روئے ما
مصفا قطرہ باشد کہ تا گوہر شود پیدا

دامن پاکش ز نخوت بانے آید بہ دست
ہیچ راہے نیست غیر از عجز و درد و اضطراب
بس خطرناک است راہ کوچۂ یار قدیم
جاں سلامت بادرست از خودروی ہائے سرتتاب
از دعا کن چارۂ آزار انکار دعا ر

چوں علاج مے زنے وقت خمار و التہاب

ہٹلر اور اس کے ساتھیوں کی تقریروں کے مقابلہ میں اگر شہنشاہ معظم کی تقریر کو پڑھا جاوے۔ تو صاف نظر آتا ہے۔ کہ ہٹلر اور اس کے ساتھیوں کے دماغ نخوت سے پُر ہیں۔ اور برخلاف اس کے شہنشاہ معظم کو اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کے فضل پر بھروسہ ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ ہم سے چاہتے ہیں۔ کہ احمدی خداوند کریم کے فضل و رحم پر بھروسہ رکھتے ہوئے زندگی کے کل شعبوں میں ایسی سرگرمی اور انہماک سے کام لیویں۔ کہ ان کی قابلیت ان کی دیانتداری ان کے حسن اخلاق ان کی محنت ان کی خدا ترسی کا سکہ سب پر بیٹھ جائے۔ اور وہ نیکی اور حسن معاشرت میں سب سے آگے ممتاز نظر آویں۔

اس ضمن میں میں نے اپنے املاک میں اپنے کارکنان کے لئے ایک ہدایت لکھ کر بھیجی ہے۔ جو میں دوستوں کو سنانا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے:۔

کامیابی کے لئے قواعد

(۱) سورج نکلنے سے ایک گھنٹہ پہلے جاگو۔ اگر ہو سکے تہجد کے وقت جاگو اور تہجد نماز پڑھو۔

(۲) نماز کے لئے وضو کرتے وقت یہ دعا مسنون پڑھو اللّٰھم اجعل ذنبی مغفورًا و سعیی مشکورا و تجارتی لن تبور۔ ترجمہ:۔ یا الٰہی میرے گناہوں کو بخش۔ اور میری سعی اور کوشش کو کامیاب کر اور میری تجارت کو نقصان سے بچا۔ اور نفع مند کر۔

(۳) صبح کو نماز سے فارغ ہو کر فوراً اپنی روزانہ ڈیوٹی کی طرف توجہ کرو۔ اور اپنا کام دلچسپی اور شوق سے کرو۔ اپنے کام کو پسند کرنا سیکھو۔

(۴) جو کام تم کرتے ہو۔ اس کو محنت۔ شوق۔ دیانتداری اور خوش اسلوبی سے سرانجام دو۔ یہاں تک کہ کام کی مقدار اور خوبی تمہارے لئے قابل فخر ہو۔

(۵) جتنا معاوضہ تم کو ملے۔ اس کے مقابلہ پر زیادہ کام کرنے سے نہ گھبراؤ۔ بلکہ اس سے زیادہ کام کرنے کی کوشش کرو۔

(۶) عزم کرو اور نیت رکھو۔ کہ جتنا کام تمہارے ساتھی کرتے ہوں۔ اس سے دس فی صدی زیادہ اور بہتر کام کروگے۔

(۷) اپنے افسر اور اپنے ہمرتبہ لوگوں سے تعاون رکھو۔ ماتحتوں کے ساتھ خوش اخلاقی اور ہمدردی کا برتاؤ رکھو۔

(۸) خواہش رکھو۔ کہ جیسی بھی مشکل ڈیوٹی ہے۔ اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچاؤ گے۔

(۹) اپنی صحت کا ہمیشہ خیال رکھو۔ اتنا کھاؤ۔ جو ہضم کر سکو۔ کبھی کبھی کونین کا استعمال کرتے رہو خصوصاً ملیریا کے موسم میں۔

(۱۰) اپنے آپ پر اور اپنی قابلیت پر اعتماد رکھو۔ اور اللہ تعالیٰ پر توکل رکھو۔

(۱۱) عزم رکھو۔ اور ایسی عادت سیکھو۔ کہ ہمیشہ کامیاب رہو۔

(۱۲) اپنے آپ کو ٹٹولتے رہو۔ اور اگر اپنے آپ پر کوئی کمزوری پاؤ۔ تو اس کے رفع کرنے کے لئے کوشش اور دعا جاری رکھو۔ توبہ و استغفار سے کام لو۔

(۱۳) رات کو سوتے وقت اپنا جائزہ لو۔ کہ دن بھر میں جو دینی و دنیاوی کام کئے ہیں۔ آیا کوئی سستی یا غفلت تو نہیں ہوئی۔ اگر غفلت ہوئی ہو۔ تو کل کے لئے ایسی تیاری کرو۔ کہ غفلت نہ ہونے پاوے۔ ولتنظر نفس ما قدمت لغد۔ سابقہ غفلت کے لئے استغفار پڑھو۔

(۱۴) وصیت الرسول روزانہ پڑھتے رہو۔ اور اس پر عمل کرتے رہو۔

(۱۵) ہمیشہ سچ بولو۔ قولاً فعلاً اشارۃً و کنایۃً۔ کسی دوسرے سے وہ سلوک نہ کرو۔ جو تمہیں خود برا معلوم ہو۔ دوسروں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرو۔ جیسا سلوک تم اپنے لئے دوسروں سے چاہتے ہو۔

(۱۶) بری صحبت سے بچو۔ حقہ نوشی و سگریٹ نوشی سے بچو۔

(۱۷) وقت کی قدر کرو۔ گپ اور لغویات میں وقت ضائع نہ کرو۔ ولا تنازعو ولا تفشلوا آپس میں جھگڑے تنازع نہ کیا کرو۔ ورنہ تمہاری ہوا اکھڑ جائیگی۔ اور لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہو جاؤ گے۔ فساد سے بچو۔

(۱۸) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (ایدہ اللہ بنصرہ العزیز) کی صحت اور درازئ عمر کے لئے دعا کرتے رہو۔

اختتام جلسہ پر تمام حاضرین نے برطانیہ اور اتحادیوں کی کامیابی کے لئے نہایت تضرع سے دعا فرمائی۔

عبد الکریم پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ کراچی

بیت المال کے لئے آنریری آڈیٹروں کی ضرورت

صدر انجمن احمدیہ کا مالی سال ۱۹۴۰-۴۱ء ۳۰۔ کو ختم ہو چکا ہے۔ اور اب ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ جماعتوں کے حسابات چیک کرائے جائیں۔ اس غرض کے لئے نظارت ہذا کو ایسے احباب کی خدمات کی ضرورت ہے۔ جو سلسلہ کا درد اور حسابات میں دلچسپی رکھتے ہوں۔ اور حسابات کی پڑتال کر سکیں۔ ایسے دوستوں کو نزدیک کی انجمنوں میں ان کے فرصت کے اوقات میں حسابات کی پڑتال کے لئے بھجوایا جائے گا۔

جو دوست اس کار خیر میں حصہ لے سکتے ہوں۔ وہ جلد دفتر ہذا میں اپنے ناموں سے اطلاع دیکر ممنون فرمائیں۔ ایسی اطلاع دیتے وقت اس امر کی وضاحت ضرور کی جائے۔ کہ انہیں اس کام کے لئے کب فرصت ہوگی۔ اور وہ آسانی سے کس جماعت یا جماعتوں کے حسابات کی پڑتال کر سکیں گے۔

(ناظر بیت المال)

---

۸ رجون ۱۹۴۱ء تک اپنا وعدہ سو فی صدی پورا کریں

تا فہرست ۸ رجون میں نام آجائے

جو احباب تحریک جدید سال ششم کا چندہ ۸ رجون ۱۹۴۱ء ۱½ بجے شام تک مرکز میں دستی۔ بیمہ۔ چک یا منی آرڈرز کے ذریعہ داخل کر دیں گے ان کے نام ۳۱ رمئی کی میعاد کے اندر ادا کرنے والی فہرست میں ۸ رجون کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کے لئے پیش کئے جائیں گے۔ وعدہ تو آپ کا ادا ہو ہی جائے گا۔ لیکن آپ اگر حضور کے ارشاد کی تعمیل میں اب ادا کریں گے۔ تو جہاں اللہ تعالیٰ کے حضور زیادہ ثواب کے مستحق ہوں گے۔ وہاں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور ۸ رجون والی فہرست دعا میں آجائیں گے۔

(فنانشل سکرٹری تحریک جدید)

ولادت:۔ عبد الحق صاحب احمدی پٹواری نروڑ کو خدا تعالیٰ نے تیسرا فرزند عطا فرمایا ہے۔ جو ۹ ماہ ہجرت مطابق ۹ رمئی ۱۹۴۱ء کو پیدا ہوا۔ مولود کی درازئ عمر اور خادم اسلام ہونے کی دعا کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

جلد ۲۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۷ رماہ احسان صہ ۱۳۱۹ | نمبر ۲۱

موجودہ جنگ میں برطانیہ کی کامیابی کیلئے دعا کی تحریک

فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

یہ وہ تقریر ہے۔ جو حضور ایدہ اللہ بنصرہ نے ۲۶ رمئی ۱۹۴۰ء کو بعد نماز عصر مسجد اقصیٰ میں حکومت برطانیہ کی موجودہ جنگ میں کامیابی کے لئے دعا کرنے سے قبل فرمائی۔ (ایڈیٹر)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

ہمارے بادشاہ کی طرف سے

جو دعا کا اعلان ہوا ہے۔ اس کے مطابق ہمارے عہدہ داروں نے بھی آج دعا کا اعلان کیا ہوا تھا۔ اور اسی غرض کے لئے اس وقت احباب جمع ہیں۔

دنیا میں ہر ایک مذہب والا اپنے اپنے عقیدہ کے رو سے کسی نہ کسی دن کو بابرکت سمجھتا ہے چونکہ انگلستان کی حکومت عیسائی ہے۔ اس لئے اس کے نزدیک

اتوار کا دن

مبارک ہے۔ اور اسی وجہ سے اس نے دعا کے لئے اس دن کا انتخاب کیا۔ اور اعلان کر دیا۔ کہ اس دن ان کی کامیابی کے لئے دعا کی جائے۔ اور ہم نے بھی تمام ایمپائر کے لوگوں کے ساتھ شمولیت اختیار کرنے کے لئے آج دعا کا اعلان کر دیا۔ لیکن

ہمارے مذہب میں دعا کی قبولیت کا دن

جمعہ ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جمعہ کے دن ایک ساعت ایسی آتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ سے جب کوئی بندہ دعا کرتا ہے۔ تو وہ ضرور قبول کر لی جاتی ہے۔

پس میرا ارادہ ہے۔ کہ ہم اس دعا کے حقیقی پہلو کو اس طرح پورا کریں۔ کہ علاوہ آج کے دن دعا کرنے کے کسی جمعہ کو بھی

حکومت برطانیہ کی کامیابی کے لئے دعا

کر دیں۔ شاید اس طرح وہ ساعت جو قبولیت دعا کے لئے مقرر ہے۔ ہماری دعاؤں کے ساتھ مل جائے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے نیک نتائج پیدا کرے۔

پس گو ہم آج بھی جمع ہو گئے ہیں۔ اور ہم دعا بھی کرینگے۔ لیکن ہمارے مذہب نے جس دن کو مبارک اور تمام دنوں سے زیادہ پسندیدہ اور مقبول قرار دیا ہے۔ ہماری حقیقی خدمت اور ہماری حقیقی ہمدردی اور خیر خواہی وہی ہوگی۔ جب ہم اس دن بھی ان کی کامیابی کے لئے دعا کریں گے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ آج برطانوی ایمپائر پر بلکہ برطانوی ایمپائر ہی کیا۔ تمام دنیا پر اور اس تمام مہذب نقطۂ نگاہ پر جو گذشتہ صدیوں کے اثرات کے نتیجہ میں پیدا ہوا ہے۔

نہایت خطرناک حملہ

ہوا ہے۔ اور اس میں بھی کوئی شبہ نہیں۔ کہ یہ جنگ اگر اتحادیوں کے خلاف پڑے۔ تو دنیا میں ایسے خطرناک تغیرات رونما ہو جائیں گے۔ کہ نہ مذاہب کے لئے امن باقی رہے گا۔ نہ قوموں کے لئے امن باقی رہے گا۔ اور سینکڑوں سال کے لئے لوگ ویسی ہی غلامی اختیار کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ جیسے چوہڑے اور چمار ایک عرصۂ دراز تک آریوں کے غلام رہے ہیں۔ اور اس میں بھی کوئی شبہ نہیں۔ کہ جہاں تک ظاہری حالات کا تعلق ہے۔

اتحادیوں نے

اپنی غفلت اور سستی اور کبر اور خود پسندی کی وجہ سے ان سامانوں کے جمع کرنے میں بہت ہی سستی دکھائی ہے۔ جن سامانوں کا جنگ کے لئے جمع کرنا ضروری تھا۔ اور ان کی اسی سستی غفلت اور میں کہوں گا۔ کہ تکبر کا یہ ثبوت ہے۔ کہ گذشتہ چھ ماہ ہمارے سیاستدان اس دعوے کے اعلان میں لگے رہے۔ کہ ہمارے پاس سامان بہت ہے۔ اور ہم جرمن کو بھوکا مار سکتے ہیں۔ مگر آج حالات ایسا رنگ اختیار کر گئے ہیں۔ کہ خود انگلستان بھوکا مرنے کے خطرہ میں گرفتار ہے۔ مگر جرمن کے لئے بھوکا مرنے کا کوئی خطرہ نہیں۔ انہوں نے اپنے سامانوں پر گھمنڈ کیا۔ اور بجائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقتوں سے فائدہ اٹھاتے۔

غفلت اور سستی میں

پڑے رہے۔ بلکہ ہندوستان میں تو اب تک غفلت اور سستی سے کام لیا جا رہا ہے۔ اچھا سپاہی دو سال میں تیار ہوا کرتا ہے۔ لیکن ابھی تک ہندوستان میں یہی سوچا جا رہا ہے۔ کہ ہمیں اس جنگ کے مقابلہ کے لئے کیا کرنا چاہیئے۔ حالانکہ وہ جس دن اپنی کوششوں کا آغاز کریں گے۔ اس سے سال دو سال بعد انہیں اپنے ملک کی حفاظت کے لئے اچھے سپاہی مل سکیں گے۔ اس سے پہلے نہیں۔ پس نہ معلوم وہ کس دن کا انتظار کر رہے ہیں۔ آیا اس دن کا جب دشمن ان پر حملہ کر دے گا۔ اور کیا جس دن دشمن حملہ کرے گا۔ اس دن انہیں وہ تیاری کے لئے مہلت بھی دیدیگا؟ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان لوگوں پر کچھ ایسی غفلت طاری ہو گئی۔ کہ یہ سامان جنگ تیار نہ کر سکے۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو بتا دیا۔ کہ محض دنیوی سامانوں پر بھروسہ انسان کے کام نہیں آ سکتا۔ چنانچہ آج بڑے کیا اور چھوٹے کیا۔ بادشاہ کیا اور وزراء کیا

سب کہہ رہے ہیں کہ دعائیں کرو

کیونکہ دعاؤں کے بغیر کامیابی مشکل ہے۔ فرانس کے وزیر اعظم نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے۔ کہ بعض لوگ کہتے ہیں۔ فرانس کو اب معجزہ کے سوا کوئی چیز نہیں بچا سکتی۔ پھر انہوں نے کہا۔ اگر یہی بات ہے۔ تو میں معجزوں پر بھی ایمان رکھتا ہوں۔ یعنی اگر یہی صورت ہو۔ تب بھی میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ فرانس کامیاب ہوگا۔ ہم کہتے ہیں۔ بہت اچھا۔ وہ یقین رکھیں۔ اور معجزات پر ہر شخص کو یقین رکھنا بھی چاہیئے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ معجزے دیکھنے کے لئے بھی خدا تعالیٰ کی طرف کسی قسم کی توجہ کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ اگر وہ توجہ پیدا ہو جائے۔ تو خدا تعالیٰ بے شک معجزے دکھا دیتا ہے۔ لیکن اگر اسکی طرف توجہ پیدا نہ ہو۔ تو معجزات بھی ظاہر نہیں ہوتے۔ مگر ان کی حالت یہ ہے۔ کہ وہ

ایک کمزور اور عاجز انسان کو خدائی کے تخت پر

بٹھائے ہوئے ہیں۔ اور واحد اور قادر و مقتدر خدا کی طرف ان کی کوئی توجہ نہیں۔ اگر وہ اس شرک کو مٹا دیں۔ اور خدائے واحد کی طرف صدق دل کے ساتھ توجہ کریں۔ تو میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ آسمان سے فرشتے اتر کر ان کی مدد کریں۔ لیکن جبکہ دعا کرتے وقت بھی ایک انسان کی طرف ہی بار بار نظر اٹھ رہی ہو۔ تو خدا کی برکتیں کس طرح نازل ہوں۔ خدا تعالیٰ سے تو ان کا یہ سلوک ہے۔ کہ وہ اسکی جائز حکومت سے اسے محروم کر رہے ہیں۔ اور اپنے متعلق یہ خواہش رکھتے ہیں۔ کہ ان کی حکومت ان کے پاس ہی رہے۔ یہ کسی طرح ہو سکتا ہے۔ یہ

خدا کی حکومت خدا کو دیں

پھر دیکھ لیں۔ کہ جرمن کے ٹینک اور اس کے ہوائی جہاز آپ ہی آپ اڑ جاتے ہیں یا نہیں۔ اور خدا تعالیٰ کا قہر اسے کس طرح جلا کر راکھ کر دیتا ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے اب تک ان سے اچھا سلوک کیا ہے۔ یہ پہلے بھی مشرک تھے۔ یہ پہلے بھی ایک انسان کو خدا تسلیم کرتے تھے۔ مگر پھر بھی خدا تعالیٰ نے ان کو حکومت دی۔ اور باوجود اس کے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کو اس کے تخت سے اتار کر ایک عاجز انسان کو اسکی جگہ بٹھایا۔ خدا تعالیٰ انہیں دنیا میں ترقی دیتا رہا۔ اور ابھی ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسلام اور احمدیت اور دنیا کے فوائد اس بات کے متقاضی ہیں۔ کہ ان کو اور مہلت مل جائے۔ کیونکہ بہرحال جہاں تک ہماری نظر جاتی ہے ہم نہیں کہہ سکتے۔ اللہ تعالیٰ حالات کو بہتر جانتا ہے۔ ممکن ہے خدا تعالیٰ کسی وقت جرمن والوں کے قلوب کو بھی درست کر کے انہیں نیک بادشاہ بنا دے۔ لیکن اس وقت تک کا جو تجربہ ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ جرمنی کی حکومت کے ماتحت اسکی غیر بلکہ رعایا سکھی نہیں) انگریز ان لوگوں میں سے ہیں جو

اپنی رعایا سے بہتر سلوک

کرتے ہیں۔ ابھی گذشتہ دنوں ایک کانگرسی اخبار نے ایک مضمون لکھا ہے۔ جسمیں اس نے کہا ہے۔ کہ اب وقت نہیں رہا۔ کہ کانگرس برطانیہ کی مخالفت کرے۔ کیونکہ اسے یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اسکی طاقت انگریزی بیونٹ کی حفاظت تلے ہے۔ یہ ایک ایسا اعتراف ہے۔ جو خود دشمن نے کیا۔ اور کہتے ہیں الفضل ماشہدت بہ الاعداء ایک کانگرسی اخبار کا یہ کہنا کہ کانگرس کی طاقت انگریزوں کے بیونٹس کی حفاظت کے سبب سے ہے۔ بتاتا ہے۔ کہ انگریزوں کا سلوک اپنی رعایا سے دوسری قوموں کے مقابلہ میں بہت بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان دنوں برطانیہ پر جو ابتلا آیا ہوا ہے۔ اس کے متعلق چاہے ہنسیں چاہے ٹھٹھا اور مذاق کریں۔ چاہے ہمیں پاگل اور مجنون سمجھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ان

آہوں کا نتیجہ

ہے جو ۱۹۳۴ء ۱۹۳۵ء اور ۱۹۳۶ء میں ہمارے دلوں سے بلند ہوئیں۔ میں اس وقت کے خطبات[1] چھپے ہوئے موجود ہیں۔ ان کو نکال کر پڑھ لیا جائے۔ میں نے متواتر ان خطبات میں کہا ہے۔ کہ انگریز یہ مت خیال کریں۔ کہ ان کے پاس توپیں۔ فوجیں۔ ہوائی جہاز اور بم ہیں۔ کیونکہ جس خدا پر ہمارا انحصار ہے۔ اس کے مقابلہ میں ان چیزوں کی کوئی حیثیت نہیں۔ انہوں نے اس وقت میری اس آواز پر کان نہ دھرا اور کہا۔ اس کی کیا حیثیت ہے۔ یہ

ایک چھوٹی سی جماعت کا فرد

ہے۔ جسے جب چاہیں۔ ہم تباہ کر سکتے ہیں۔ اور جب چاہیں مار سکتے ہیں۔ اور یہ نہ سمجھا۔ کہ خدائی مذہب انسانوں کے قید ہونے یا انسانوں کے مارے جانے کے ساتھ تعلق نہیں رکھتے۔ وہ مارے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ بعض انبیاء بھی شہید ہوئے۔ انسان

[1] یہ خطبے دو آنہ کے ٹکٹ بھیجکر ہر ایک شخص دفتر فاروق سے منگا سکتا ہے۔ یہ ایک زبردست تاریخی خطبہ ہے۔ (مینیجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قید ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ بعض انبیاء بھی قید ہوئے۔ انسان اپنے گھروں میں سے نکالے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنے گھر سے نکالے گئے۔ مگر خدا تعالیٰ کی باتیں دنیا سے کبھی مٹ نہیں سکتیں۔ حکومتیں مٹا دی جاتی ہیں مگر

خدا تعالیٰ کا قول دنیا سے کبھی محو نہیں ہوتا

مجھے چودھری ظفر اللہ خاں صاحب کی یہ بات بہت ہی پیاری معلوم ہوتی ہے۔ جو انہوں نے لارڈ ولنگڈن سے ۱۹۳۶ء کی گرمیوں میں کہی۔ جبکہ وہ ہندوستان کے وائسرائے تھے۔ انہوں نے کہا۔ کہ سر ایمرسن اپنے آپ کو بہت دور اندیش خیال کرتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ احمدیہ جماعت بوجہ اپنی تنظیم کے اور ایک امام کے تابع ہونے کے برطانوی حکومت کے لئے ایک ممکن خطرہ ہے۔ اور اس خیال سے وہ احمدیہ جماعت کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن وہ تاریخ سے قطعاً ناواقف معلوم ہوتے ہیں۔ یا کم سے کم انہوں نے تاریخ کا صحیح طور پر مطالعہ نہیں کیا۔ کیونکہ اگر وہ ایسا کرتے۔ تو انہیں معلوم ہو جاتا۔ کہ جب کبھی کسی شاہنشاہیت نے کسی مذہب سے ٹکر لگائی ہے۔ ہمیشہ نتیجہ یہ نکلا ہے۔ کہ وہ ایمپائر تباہ ہو گئی ہے۔ مگر مذہب تباہ نہیں ہوا۔ اور سچی بات یہی ہے۔ کہ ایمپائرز جب مذاہب سے ٹکراتی ہیں۔ وہ مٹ جاتی ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کا قائم کیا ہوا کوئی مذہب آج تک دنیا سے نہیں مٹا۔ اور نہ مٹ سکتا ہے۔ لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ ہمارے ساتھ جو کچھ کیا وہ

بعض مقامی افسروں نے کیا

تھا۔ حکومت برطانیہ اسکی بے شک بالواسطہ ذمہ وار تھی۔ مگر بلاواسطہ ذمہ وار نہیں تھی۔ اور اس وجہ سے ضروری ہے۔ کہ ہم حالات کو صحیح طور پر سمجھیں۔

جب جرمنی کے مقابلہ میں اتحادی فوجوں کو فلنڈرز میں پہلی شکست ہوئی۔ تو اس وقت میں کراچی میں تھا۔ مجھ پر اس خبر کا اتنا گہرا اثر ہوا۔ کہ رات کو میری نیند اڑ گئی۔ اور بے چینی اور اضطراب کی حالت میں میں نے

اتحادیوں کی کامیابی کے لئے دعا

کرنی شروع کر دی۔ اور گھنٹوں دعا کرتا رہا۔ جب صبح ہونے کے قریب ہوئی۔ تو اس وقت مجھے الہام ہوا۔ صبح

ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

میں نے بعد میں سوچا۔ کہ اس کا کیا مفہوم ہے۔ تو اس کا مطلب میری سمجھ میں یہ آیا۔ کہ ابھی دو چار سال پہلے تو بہت سے احمدیوں کے دلوں سے حکومت کے خلاف آہیں نکل رہی تھیں۔ اور اب ان کی کامیابی کے لئے دعائیں کر رہے ہو۔ گویا اللہ تعالیٰ نے سمجھایا۔ کہ ہماری جماعت کی طرف سے اس موقعہ پر جو بد دعائیں کی گئی تھیں۔ وہ ضرورت سے زیادہ تھیں۔ اور اس میں توازن کو ملحوظ نہیں رکھا گیا تھا۔ یعنی یہ نہیں دیکھا گیا۔ کہ ظلم کتنا ہے۔ اور آہیں کتنی بلند ہو رہی ہیں۔ اور نہ یہ سوچا گیا۔ کہ اگر یہ حکومت تہ و بالا ہو گئی۔ تو اس کے بعد جو آئیگا۔ وہ کیسا ہوگا۔ اچھا ہوگا یا بُرا۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ؎

ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

کہ الزام تو ان پر دیا جاتا تھا۔ مگر اب قصور خود جماعت کا نکل آیا۔ کیونکہ گو انگریز حکام الزام کے نیچے تھے۔ مگر ان کا جرم اتنا نہ تھا۔ کہ اس کے نتیجہ میں اس قدر آہیں تمہارے دلوں سے نکلتیں۔ جس قدر نکلیں۔ اور اس قدر بد دعائیں کی جاتیں۔ جس قدر بد دعائیں کی گئیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس

الہام کے ذریعہ

یہ سبق دیا ہے۔ کہ ہر بات میں توازن کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ میں تو اس وقت بھی جماعت کو روکتا تھا۔ اور بار بار کہتا تھا۔ کہ یہ جھگڑا چند مقامی افسروں سے ہے حکومت برطانیہ سے اس جھگڑے کا کوئی تعلق نہیں۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس بارہ میں میں مجرم نہیں۔ مگر ذاتی طور پر مجھے معلوم ہے۔ کہ جماعت کے بعض دوستوں نے انگریزوں کے خلاف بڑی بڑی بد دعائیں کی ہیں۔ پس اب اللہ تعالیٰ نے یہ حالات پیدا کر کے ہمیں ہی مجبور کیا۔ کہ ہم ان کی کامیابی کے لئے دعائیں کریں۔ کیونکہ وہ خطرہ جو آنے والا ہے۔ بہت زیادہ سخت ہے۔

انگریزوں کی مثال

درحقیقت ایسی ہی ہے۔ جیسے قرآن کریم میں آتا ہے۔ کہ دو یتیم بچوں کا خزانہ ایک دیوار کے نیچے دبا ہوا تھا۔ ایک مدت کے بعد وہ دیوار بوسیدہ ہو کر گرنے کے قریب ہو گئی۔ اب بظاہر دیوار کا گر جانا مفید تھا۔ کیونکہ اس کے گر جانے سے خزانہ نکل سکتا تھا۔ مگر حضرت موسیٰؑ اور ان کے ساتھی نے جب اس دیوار کو گرتے دیکھا۔ تو پھر بنا دیا۔ اب دیوار کو دوبارہ کھڑا کر دینے کے معنے یہ تھے۔ کہ وہ خزانہ پھر دب جائے۔ اور ظاہر نہ ہونے پائے۔ مگر حضرت موسیٰؑ اور ان کے ساتھی نے دیوار بنا دی اور خزانہ کو پوشیدہ کر دیا۔ کیونکہ جیسا کہ قرآن کریم سے ہی معلوم ہوتا ہے۔ اس دیوار کے بنانے میں حکمت یہ تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ چاہتا تھا۔ وہ خزانہ قبل از وقت ننگا نہ ہو جائے۔ بلکہ اس وقت تک دبا رہے۔ جب تک لڑکے اپنی جوانی کو نہیں پہنچتے۔ تاکہ جب وہ جوان ہو جائیں۔ تو وہی اس خزانہ پر قابض ہوں۔ کوئی دوسرا اس پر قبضہ نہ جمالے اسی طرح بظاہر حالات ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ انگریز اور فرانسیسی وہ دیوار ہیں جس کے نیچے

احمدیت کی حکومت

کا خزانہ مدفون ہے۔ اور خدا تعالیٰ چاہتا ہے۔ کہ یہ دیوار اس وقت تک قائم رہے۔ جب تک خزانہ کے اصل حقدار جوان نہیں ہو جاتے۔ ابھی احمدیت چونکہ بالغ نہیں ہوئی۔ اور بالغ نہ ہونے کی وجہ سے وہ اس

خزانہ پر قبضہ

نہیں کر سکتی۔ اس لئے اگر اس وقت یہ دیوار گر جائے۔ تو نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ دوسرے لوگ اس پر قبضہ جما لیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ کہ ہم پھر ایسی دیوار کو بنا دیں۔ تا جب احمدیت اپنی بلوغت کاملہ کو پہنچ جائے۔ تو اس وقت وہ اس خزانہ کو سنبھال لیں۔ دنیاداروں کی نگاہ میں بیشک یہ عجیب بات ہے۔ مگر جو بات خدا تعالیٰ کے حضور مقدر ہے۔ وہ عجیب نہیں اور وہی ٹھیک اور حقیقی فیصلہ ہے۔ پس اس وقت

اتحادیوں کا ضعف

احمدیت اور اسلام کے لئے بظاہر خطرناک ہے۔ یوں اللہ تعالیٰ چاہے۔ تو دلوں کو بدل بھی سکتا ہے۔ ہلاکو خاں نے بغداد کو فتح کیا تھا۔ مگر اسی کی اولاد بعد میں مسلمان ہو گئی۔ اسی طرح کیا تعجب ہے۔ کہ ہٹلر پہلے دنیا کو فتح کرے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ اسے مسلمان بنا دے۔ لیکن مومن کا انحصار خیالی باتوں پر نہیں ہوتا۔ بلکہ ظاہری حالات پر ہوتا ہے۔ باقی اگر خدا تعالیٰ ہمیں بتا دے۔ کہ تمہارا اسی میں فائدہ ہے۔ تو ہم انگریزوں اور فرانسیسیوں کی ذرہ بھی پروا نہ کریں۔ مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں کوئی ایسا علم نہیں دیا گیا۔ اور ظاہری حالات کے رو سے اس وقت

اسلام اور احمدیت کا فائدہ

انگریزوں کی فتح میں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی دعا کی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ جنگ میں انگریزوں کو فتح دے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سنت کی اتباع میں اور اس وجہ سے کہ جہاں تک ہماری عقل کام کرتی ہے۔ ہمیں انگریزوں کی فتح میں ہی فائدہ دکھائی دیتا ہے۔ ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم انگریزوں کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔ مجھے خدا تعالیٰ نے

اس جنگ کے متعلق بہت سی باتیں

بتائی ہیں۔ اور تواتر اور تسلسل کے ساتھ پچھلے چھ ماہ میں اس جنگ کے حالات مجھ پر ظاہر کئے ہیں۔ اور میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ اب وہ باتیں پوری ہو رہی ہیں۔ بعض باتیں چونکہ ایسی ہوتی ہیں۔ جن کا قبل از وقت شائع کرنا مناسب نہیں ہوتا۔ اس لئے میں نے چند دوستوں کو وہ خوابیں سنا دی ہیں۔ تاکہ وقت پر وہ ان خوابوں۔ کے پورا ہونے کے گواہ رہیں۔

اب بھی میں سفر سے واپسی پر ریل میں آ رہا تھا۔ کہ میں نے پھر دعا کرنی شروع کر دی۔ دعا کرتے کرتے چند سیکنڈ کے لئے غنودگی کا ایک جھٹکا آیا۔ جیسا کہ الہام کے وقت غنودگی آتی ہے۔ کشفی حالت میں ایک بادشاہ میرے سامنے سے گزارا گیا۔ پھر

الہام ہوا

ایب ڈی کیسٹڈ Abdicated میں اسکی تعبیر یہ سمجھتا ہوں۔ کہ بادشاہ کوئی بادشاہ ہے۔ جو اس جنگ میں معزول کیا جائے گا۔ یا کسی معزول بادشاہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ دوبارہ دنیا میں کوئی تغیر پیدا کرے گا۔

اسی طرح انگلستان پر جرمن حملہ کی اللہ تعالیٰ نے مجھے قبل از وقت خبر دے دی تھی۔ یہ عجیب بات ہے۔ کہ آج حکومت برطانیہ کے وزراء یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ وہ اس سے پہلے

انگلستان پر حملہ

بالکل ناممکن سمجھتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے کئی ماہ پہلے مجھے یہ خبر دے دی تھی۔ چنانچہ ابھی انگلستان پر حملے کا کسی کو وہم و گمان بھی نہ تھا۔ کہ میں نے رؤیا میں دیکھا انگلستان ایسے خطرہ میں گھر گیا ہے۔ کہ قریب ہے وہ جرمن کا غلام ملک ہو جائے۔ اور اس نے اس خطرہ کی حالت میں بعض دوسرے ملکوں سے امداد کی درخواست کی ہے۔ ان دنوں میں دھرمسالہ میں تھا۔ اور ابھی جنگ شروع بھی نہیں ہوئی تھی۔ عزیزم مظفر احمد بھی ان دنوں وہیں تھے۔ اور میں نے انہیں اور بعض دوسرے دوستوں کو یہ خواب سنا دی تھی۔ غالباً جولائی یا اگست کے مہینہ کی یہ بات ہے۔ اور ستمبر میں لڑائی شروع ہوئی۔

تو اللہ تعالیٰ نے ان امور کے متعلق مجھ پر بہت سے انکشافات کئے ہیں۔ لیکن ان کی تشریحات میں مناسب نہیں سمجھتا۔ مگر باوجود ان تمام باتوں کے میرا قلب محسوس کرتا ہے۔ کہ

انگلستان کی بھلائی میں ہماری بھلائی ہے

کیونکہ رویاء میں میں نے جب بھی انگلستان کو مشکلات میں مبتلا دیکھا ہے۔ میں نے یہی کوشش کی ہے۔ کہ انگریزوں کے علاقہ میں چلا جاؤں۔ پس میں سمجھتا ہوں۔ اس قوم سے ابھی ہماری قوم کے فوائد وابستہ ہیں۔ اور اس لحاظ سے ان کی فتح ہی ہمارے لئے مفید ہے۔ اور مجھے تو یقین کامل ہے۔ کہ اگر یہ سچے طور پر توحید کا اقرار کر کے

مجھ سے دعا کی درخواست کریں

تو اللہ تعالیٰ ان کی فتح کے سامان پیدا کر دے گا۔ لیکن ابھی انہیں اپنی طاقت پر بہت گھمنڈ ہے۔ اور ان کے لئے یہ ماننا سخت مشکل ہے۔ کہ قادیان میں بیٹھے ہوئے ایک آدمی کی دعا سے ہٹلر کی فوجیں بھاگ سکتی ہیں۔ تاہم ان کی کامیابی کے لئے ہم دعا ہی کرتے ہیں۔ گو یہ دعا ویسی نہیں ہو سکتی۔ جیسی وہ دعا جس کے لئے وہ خود درخواست کریں۔ کیونکہ موجودہ صورت تو ایسی ہے۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ گویا انہیں ہماری دعاؤں کی احتیاج نہیں۔ لیکن اگر وہ توحید کا اقرار کر کے ہم سے دعا کی درخواست کریں۔ تو پھر وہ دعا ایسی ہی ہوگی۔ جیسے

دعائے مباہلہ

ہوتی ہے۔ اور جو سیدھی اپنے نشانہ پر پہنچتی ہے۔ اگر وہ ایسا کریں۔ تو یقیناً ان کی تکلیف کے دن دور ہو سکتے ہیں

ان مختصر نصائح کے بعد میں دعا کرتا ہوں۔ دوستوں کو بھی چاہیئے۔ کہ وہ اس دعا میں شامل ہوں۔ اور وہ یاد رکھیں۔ کہ اس وقت انگریزوں یا فرانسیسیوں کا سوال نہیں۔ بلکہ جہاں تک ہمارا علم ہے۔ اور جہاں تک ہماری عقل کام کرتی ہے۔

اسلام اور احمدیت کی تبلیغ کی آزادی

حریت ضمیر اور حریت عمل کا سوال ہے۔ پس نہایت ہی درد اور کرب کے ساتھ دعا کرو۔ اس شخص سے بھی زیادہ درد اور کرب کے ساتھ جس کا بیٹا یا باپ یا بھائی یا کوئی اور عزیز رشتہ دار سر رہا ہو۔ اور وہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ

غیر احمدی مشن!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غیر احمدی علماء اور ان کے معتقدین بوجہ اپنے عقائد کے عیسائیت کی آغوش میں

مسیح ناصری را تا قیامت زندہ می فہمند ۔۔۔ مگر مدفون یثرب را نہ دادند ایں فضیلت را
ہمہ عیسائیاں را از مقال خود مدد دادند ۔۔۔ دلیری ہا پدید آمد پرستاران میت را

(مسیح موعودؑ)

برادران ملت! قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کے کارہائے نمایاں ایسے نہیں۔ جو انسانی نظر سے اوجھل ہو سکیں۔ ہر میدان ان کی ترقی کا معترف اور ہر انصاف پسند دل اس بات پر شاہد ہے۔ کہ باوجود محتاج۔ فاقہ کش اور بے سروسامان ہونے کے تھوڑے ہی عرصہ میں نصرت الٰہی سے ان مقدس لوگوں نے بڑی بڑی سرکش حکومتوں کا تختہ الٹ کر رکھ دیا۔ اور فرزندانِ آدم کو لات۔ ہبل۔ منات۔ سعیر وغیرہ بتوں کی غلامی سے چھڑا کر خدائے وحدہٗ لاشریک کا سچا پرستار بنا دیا۔

برادران! غالباً آپ دریافت فرمائیں گے۔ کہ وہ کونسی بات تھی۔ جس کے باعث ہر میدان میں کامیابی و کامرانی ان کے پاؤں چومتی تھی۔ اور قیصر و کسریٰ جیسی زبردست حکومتیں ان کے سامنے لرزتی تھیں۔ سو یاد رہے۔ کہ ان لوگوں کے پاس حقانیت کی ایک آسمانی تلوار تھی۔ جو خداوند تعالےٰ کے مقدس رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے سپرد کی تھی۔ جس کے باعث میدان کارزار میں ہمیشہ وہ دشمنوں کے مقابلہ میں فتح کا سہرا حاصل کرتے تھے۔ ہاں ان کے رہنمایانِ طریقت ذی فہم اور روشن دماغ انسان تھے۔ جو انہیں ہر قدم پر معاندین اسلام کے منصوبوں سے ہشیار اور ترقی کے رازوں سے آگاہ کرتے رہتے تھے۔ ان کے پاس قرآن مجید جیسی مکمل اور مقدس کتاب تھی۔ جس پر وہ عامل اور کاربند ہو کر اپنے اغیار کو نیچا دکھایا کرتے تھے۔

مگر آہ! آج جو ان کی طرف منسوب ہونے والے مسلمانوں کی حالت ہے۔ زبان اور قلم میں طاقت نہیں کہ اس کا اظہار کر سکیں۔ غیر تو غیر خود اپنے ہی لیڈر بایں الفاظ اس کا اعتراف کر رہے ہیں۔ کہ:۔

"اے قوم مسلمانان تمہاری حالت فی زمانہ ایسی روی حالت پر پہنچ گئی ہے۔ کہ جس سے نجات ناممکن نظر آنے لگی ہے۔ جیسے کوئی بیمار عالم نزع اور نفس شماری میں ہو۔ جس کو آس پاس کے ایک دم کا مہمان جانتے ہوں۔ مگر وہ اپنی صحت یابی کا یقین کر کے مطمئن ہو۔ ایک فرد کا ذکر کیا۔ تمام قوم اس وقت تباہی کے جہاز میں سوار ہے۔ سمندری موجوں نے اسکو گھیر لیا ہے۔ ایسے وقت میں تمام امیدیں منقطع ہیں۔ اب صرف خدا ہی پر نظر ہے۔ کہ اس ڈوبتی کشتی کو بچائے۔ ورنہ اس عالم اسباب میں آثار نجات کے نظر نہیں آتے۔ باوصف ایسی نازک حالت کے تم کو اپنی حالت کی خبر نہیں۔ اپنے سکر اور غفلت میں بے خبر سوتے ہو۔ اور اس کو شکھ کی نیند سمجھ رہے ہو۔ خدا کے واسطے ذرا آنکھ کھولو۔ اور دیکھو کہ تم قریب الزوال درجہ میں پڑے ہو۔" (صفحہ ۸)

"اسلام میں جو سب سے بڑی بات تھی۔ وہ توحید تھی۔ جس کی مسلمانوں نے وہ مٹی خراب کی ہے۔ کہ ان کو مشرکوں بلکہ ان سے بھی بڑھ کر بت پرستوں کے سوا کچھ بھی نہیں کہہ سکتے۔ اگر کہیے۔ تو برا لگتا ہے۔ کیا تم وہ باتیں نہیں کرتے۔ جس سے تم پر وہ لفظ عائد ہوتے ہیں" (صفحہ ۵)

"اگر سو برس پہلے کے مسلمان زندہ ہو کر ہم کو دیکھیں۔ تو مسلمان نہ سمجھیں۔ اور جن مسلمانوں کے حالات۔ اطوار۔ اوضاع کردار کی ریس کرنے کا ہم کو حکم ہے۔ اور جن کے افعال اقوال کی سند واقعی ہمارے لئے سند ہے۔ خیر القرون قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم۔ (ترجمہ۔ سب سے بہتر سند لینے میں) میرا زمانہ ہے۔ پھر جو اس سے ملا ہوا ہے۔ پھر جو اس سے ملا ہوا ہے) ان کے دینی حالات سے اگر ہم اپنے حالات کو ملائیں۔ تو سیاہ و سپید کا۔ ظلمت و نور کا۔ رات اور دن کا۔ زمین و آسمان کا فرق ہے۔

شاید وہ چند مولوی صاحب تو اپنے کو ان کا سا مسلمان جانتے ہوں۔ جو بے دھڑک اوروں پر کفر کا فتویٰ دیکر خوش ہوتے ہیں۔ مگر غور سے دیکھئے۔ تو سوائے اس دلیل کے کہ انہوں نے جب اوروں پر کفر کا فتویٰ دیا۔ تو یہ مسلمان ہونے ہی چاہئیں تمام افعال و احوال میں۔ معتقدات میں۔ معاملات میں۔ عبادات میں اخلاق میں۔ کسی بات میں بھی ان کے سے نہیں"۔ الخ

(منقول از کتاب روئداد جلسہ منظر الاسلام دہلی)

برادران! ممکن ہے۔ اب آپ یہ دریافت فرمائیں کہ جبکہ موجودہ مسلمانوں کے پاس بھی وہی کچھ تھا۔ جو قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کے پاس تھا۔ مگر وہ کیوں کامیاب ہوئے؟ اور یہ کیوں ناکام؟ سو اس بات کا جواب بھی میں اپنے پاس سے نہیں دیتا۔ بلکہ اسی کتاب میں سے عرض کرتا ہوں۔ سنیئے! ایک صاحب مصنف "صالحات و منازل السائرہ" اپنی تقریر میں حقیقتِ حال پر شہادت دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

"میں مانتا ہوں۔ کہ اکثر باتوں کے اعتبار سے ادبار اسلام کا باعث ہم ہیں۔ مگر حق تلفی کی سبھی نہیں۔ اس میں بڑا حصہ علماء کا بھی ہے۔ جو مطلق اسکی طرف توجہ نہیں فرماتے۔ غضب خدا کا ایک ایسا شخص جس کے ماتھے میں سو۔ دو سو۔ ہزار پانسو آدمیوں کا ایک گروہ ہو۔ وہ اپنے اقوال و افعال سے گروہ معتقدین کو دوسرے مسلمانوں سے بدظن کروا دے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہو۔ کہ آپس میں ایک دوسرے کا مفحکہ اڑائیں۔ کفر کے فتوے لگائیں"۔ (صفحہ ۶۲)

پھر اسی صفحہ پر زمانہ ماضی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ

"ایک وہ زمانہ تھا۔ جبکہ دوسرے مذاہب کے علماء اسلام کی صداقت کا اعتراف کریں۔ ایک آج کل کا زمانہ ہے۔ مبتدی اور ان پڑھ اور جاہل اسلام پر اعتراض کریں"۔

غرض ایک نہیں سینکڑوں کتب اس قسم کی مل سکتی ہیں۔ جن سے بیّن طور پر یہ پتہ چلتا ہے۔ کہ قوم مسلم کی تباہ حالی کا باعث زیادہ تر وہ علماء سوء ہی ہیں جنہوں نے اپنے پیٹ کی خاطر خلاف قرآن و احادیث و اقوال بزرگان اسلام ایسے ایسے من گھڑت عقائد کی بنیاد رکھی۔ جن کو مسلمانوں کا کثیر حصہ مان کر قعر مذلت میں گرا اور گر رہا ہے۔ اور غیر قومیں ان کی آڑ لے کر بے دھڑک اسلام پر بمباری کر رہی ہیں۔

چنانچہ عیسائی قوم کی ترقی کا سب سے بڑا سبب علماء سوء کے ایسے عقائد ہی ہیں۔ جنہیں وہ اہل علم مسلمانوں کے سامنے پیش کرتے ہوئے انہیں لاجواب اور ساقط کرتے ہیں۔ کیا حقیقت حال سے آگاہ انسان اس امر کا انکار کر سکتا ہے۔ کہ وہ لوگ جو کسی وقت نہ صرف اسلام کی طرف منسوب ہی ہوتے تھے۔ بلکہ اپنے آپ کو اسلام کا بہت بڑا ستون قرار دیتے تھے۔ انہیں عقائد باطلہ کی وجہ سے آج عیسائیت کا شکار ہو چکے۔ اور ہمارے مقدس نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مقدس نام عزت کے ساتھ لینا بھی اپنے لئے باعث ننگ سمجھتے ہیں۔

برادرانِ وطن! چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ مولویت کے دعویدار اور اسلام کا اپنے آپ کو حامی قرار دینے والے علماء مسلمانوں کی صحیح رہنمائی کر کے غیر قوموں کے حملوں سے انہیں بچاتے۔ مگر افسوس صد افسوس باوجود اتنی ذلت اٹھانے کے اب تک بھی بدستور انہیں عقائد پر جمے دکھائی دیتے ہیں۔ جن کے باعث وہ ہزارہا مسلمانوں کو اپنے ہاتھ سے کھو بیٹھے۔ اور اغیار کا شکار بنا چکے ہیں۔

اے اسلام کے لئے مارِ آستین! خدارا اب تو ہوش کرو۔ اور مسلمانوں کو اس دجالی فتنہ کے جال سے بچانے کی خاطر میدانِ عمل میں قدم رکھ کر احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے پیش کردہ صحیح عقائد پر جن کی بنیاد فی الحقیقت قرآن و احادیث و اقوال بزرگان پر ہے۔ نہ صرف خود کاربند ہو۔ بلکہ اپنے معتقدین کو ان پر کاربند ہونے کی تلقین فرماؤ۔ ورنہ یاد رکھو۔ جب تک تم انہی عقائد پر ڈٹے رہو گے۔ عیسائیت کا ہی شکار ہوتے چلے جاؤ گے۔ اور کوئی طاقت بھی تمہیں اس سے روک نہیں سکے گی۔

چنانچہ حال ہی میں ۲ر مارچ بمطابق ۲ر امان ۱۳۱۹ھ کے اخبار "الفضل" کے صفحہ پر بعنوان "ایک عیسائی کا خط ایک مسلمان کے نام" کسی دردمند مسلم چودھری عبد الکریم صاحب نقشبندی۔ حنفی لدھانہ نے شائع کرایا ہے۔ اور آخر میں نوٹ دیا ہے۔ کہ

"میں یہ خط شائع کر کے علماء کرام سے اس کا جواب چاہتا ہوں۔ تاکہ بے خبر مسلمان نوجوان عیسائیوں سے بچیں"۔

اس خط میں غیر احمدی علماء کے عقائد کو پیش کرتے ہوئے عیسائی اپنے مسلم دوست کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ "تاکید کرتا ہوں۔ کہ اپنے مولویوں سے اس کا تسلی بخش جواب لیں۔ اگر وہ میرے دلائل کا جواب نہ دے سکیں۔ اور یقیناً نہیں دے سکیں گے تو دیانتداری کے تقاضے کے ماتحت دینِ مسیحی قبول کر لیں۔ اور خداوند یسوع مسیح کی آغوش میں آجائیں"۔

معزز ناظرین فاروق! اس میں شک نہیں۔ ہم نے بھی کئی میدانِ مناظرہ دیکھے ہیں۔ جن کی بنا پر بے دھڑک ہم کہہ سکتے ہیں۔ اور سچائی کی بات کہنے میں ہمیں کوئی امر بھی مانع نہیں۔ کہ فی الواقعہ غیر احمدی علماء کے ایسے عقائد پر عیسائیوں کے وارد کردہ اعتراضات کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غیر احمدی مسلمانوں کے پاس کوئی معقول جواب بن نہیں پڑتا۔ بلکہ از خود ہم نے عیسائیوں کے ایسے اعتراضات کو ٹریکٹوں کے ذریعہ تیس تیس چالیس چالیس ہزار کے مجمع میں بڑے بڑے علم و فضل کے دعویدار مثلاً ہمارے اپنے ہی سیالکوٹ شہر کے اور ہماری ہی قوم کے اہلحدیثوں کے پوپ کے عالم جناب مولانا محمد ابراہیم صاحب میر کے سامنے ان دنوں جبکہ خود بدولت مجلس احرار کے صدر تھے۔ اور سیالکوٹ میں امتلائی جیسے مقاموں پر صدارت کے فرائض ادا فرما رہے تھے۔ "چودھویں صدی کے علماء جواب دیں"۔ کے عنوان سے ایک ٹریکٹ شائع کر کے تسلی بخش جواب چاہا۔ مگر جناب نے جھٹ اس ٹریکٹ کو اپنی جیب میں ڈال لیا۔ اور کوئی جواب نہ دیا۔ اور نہ ان کے پاس اس کا کوئی جواب تھا۔

ناظرین کرام! ممکن ہے۔ کوئی جوشیلا غیر احمدی بول اُٹھے۔ کہ او ہو۔ تم غلط بیانی کرتے ہو۔ ہمارے پاس تو ایسے اعتراضوں کے دندان شکن جواب موجود ہیں۔ جن سے کہ ہم عیسائیوں کا ناطقہ بند کر سکتے ہیں۔ اس لئے ایسے مولوی صاحب کو میری طرف سے کھلا چیلنج ہے۔ کہ وہ علاوہ اس خط میں عیسائیوں کے پیش کردہ اعتراضات اور مکرم میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر "فاروق" کے "پچیس سوالات" کے مندرجہ ذیل مختصر پانچ سوالوں کا جو کہ عیسائیوں ہی کے رسالہ "المائدہ" میں پادری احمد مسیح صاحب کے شائع کردہ ایک مضمون سے اخذ کئے گئے ہیں۔ تسلی بخش جواب دے کر اپنے دعویٰ کو سچا ثابت کر کے دکھائیں۔

پہلا سوال بخاری کی ایک حدیث کی بناء پر غیر احمدی علماء کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ پیدائش کے وقت ہر بچے کو شیطان چھوتا ہے۔ اور وہ چیختا ہے۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت مریمؑ شیطان کے چھونے سے مستثنیٰ ہیں۔ جس پر پادری صاحب لکھتے ہیں:۔

"خداوند یسوع مسیح ازروئے قرآن چونکہ کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں۔ اور ازروئے احادیث پیغمبر اسلام وہ اور ان کی والدہ مسِ شیطانی سے پاک ہیں۔ اسلئے ان کا ثانی کوئی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ پیغمبر اسلام کے والدین کے جنتی ہونے پر بھی بعض مسلمانوں کو شبہ ہے۔ غرض کسی مذہب میں طاقت نہیں۔ کہ خداوند جیسی اوصاف والی ہستی معرضِ ظہور میں لا سکے۔"

دوسرا سوال ہم احمدی لوگوں کا تو ازروئے اسلام یہ عقیدہ ہے۔ کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی سے انسان حضرت مسیح ناصری علیہ السلام جیسا مقام حاصل کر سکتا ہے۔ غلاموں سے مسیحا کا محمدؐ کام لیتے ہیں

چنانچہ اس گمراہی کے زمانہ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ قرار دیا ہے۔ لیکن غیر احمدی علماء کا ایسا عقیدہ نہیں۔ جس پر پادری صاحب لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"(نعوذ باللہ) اسلام خداوند مسیح تو کیا۔ ان کے حواریوں جیسے اوصاف والی ہستیاں پیدا کرنے کی بھی طاقت نہیں رکھتا۔ قرآن کی رو سے ثابت ہے۔ کہ حواریانِ خداوند وحی الٰہی سے مستفیض فرمائے گئے۔ جیسے واذا اوحیت الی الحواریون کی آیت سے ثابت ہے۔"

تیسرا سوال پھر ہم تو کہتے ہیں۔ کہ مسیح سرکو پیٹو آسمان سے اب کوئی آتا نہیں کیونکہ آسمان پر کوئی گیا نہیں۔ جس نے آنا ہو۔ اور حضرت مسیح ناصری علیہ السلام ازروئے قرآن شریف فوت ہو گئے ہیں۔ لیکن ہمارے غیر احمدی علماء باوجود انیس سو برس گذرنے کے اب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بجسد عنصری آسمان پر بٹھائے ہوئے ہیں۔ اور ان کی آمد کا شد و مد سے انتظار کر رہے ہیں۔ جس کی آڑ لیتے ہوئے پادری صاحب یوں گویا ہیں کہ

"وہ طاقتور ہستی جس نے حضرت موسیٰ کی امت کی اصلاح فرمانے کے لئے ظہور فرمایا۔ اسی خداوند کو خدا پاک نے پیغمبرِ اسلام حضرت محمدؐ کی امت کی اصلاح و امداد کے لئے آسمان سے نازل کرنے کا بزبان پیغمبر اسلام بقول محمدیان وکتب محمدیان پیغام سنایا۔ اور پیغمبر اسلام کے اسی پیغام پر محمدی حضرات صدق دل سے ایمان لا کر تا ایندم خداوند کی امداد اور آسمان سے نازل ہونے کے منتظر ہیں۔ پیغمبرِ اسلام نے ہمارے خداوند کو نہ صرف اصلاح کرنے والا اور امداد دینے والا ہی فرمایا۔ بلکہ ان کی مقدس ذات کو حکم اور عدل بھی ان اقوال میں کہا۔ جن کو حدیثیں کہتے ہیں۔ اور یوں خداوند کے مبارک کام کی محمدیوں میں منادی کر دی"

چوتھا سوال پھر غیر احمدی علماء کا یہ بھی عقیدہ ہے۔ کہ جب یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب دینا چاہا۔ تو جھٹ اللہ تعالیٰ نے ان کی شکل کسی اور کو دیکر انہیں چوتھے آسمان پر اٹھا لیا۔ تا یہودی اپنے مقصد خبیثہ میں ناکامی کا منہ دیکھیں۔ لیکن برعکس اس کے جب کفار عرب نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انتہائی سے انتہائی ایذائیں پہنچائیں۔ تو خدا کو ذرا بھر بھی (نعوذ باللہ) غیرت نہ آئی۔ اور حضور انور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلے آسمان پر بھی نہ اٹھایا۔ جس کو پیش کرتے ہوئے پادری صاحب لکھتے ہیں

"مسلمانوں کا یہ عقیدہ بھی قابل صد ستائش ہے۔ کہ وہ ہمارے خداوند کے لئے چشم زخم کے بھی قائل نہیں۔ اور صحیح و سالم مع جسد عنصری آسمان پر جانے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ گو حضرت نوحؑ کو زدوکوب کئے جانے۔ حضرت زکریا کے آرے سے چیرے جانے۔ حضرت ایوب کے کیڑے پڑ جانے۔ حضرت آدم کے بہشت سے نکالے جانے۔ اور حضرت محمد پیغمبر اسلام کے چشم زخم پہنچنے۔ دانت شہید ہونے کے مقر ہیں"۔

پانچواں سوال پھر ہمارے ان غیر احمدی علماء کا ایک یہ بھی عقیدہ ہے۔ کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی ہوگی۔ تو آپ وہ کام کریں گے۔ جنہیں کسی نبی حتیٰ کہ ہمارے افضل الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنی ساری زندگی میں سرانجام نہ دیا۔ یعنی روئے زمین کے تمام لوگوں کو دینِ اسلام میں داخل کر دیں گے۔ جس پر پادری صاحب رقمطراز ہیں۔ کہ

"ان کے اور ہمارے عقائد کے لحاظ سے وہ وقت آنے والا ہے۔ کہ خداوند آسمان سے نازل ہو۔ عدالت کی کرسی پر بیٹھے۔ حکم و عدل بننے کا کام کر کے دکھائے۔ یا بقول و اعتقاد مسلمانان دنیا کے گوشے گوشے میں اسلام کی معاونت کا اصلی ثبوت دے۔ اور یوں اپنی طاقت بیکراں کو منوائے۔ جس کو اسلام کا کوئی فرد کوئی نبی و رسول حتیٰ کہ خود پیغمبر اسلام بھی نہ کر سکے"۔

ایہا العلماء! خدارا اب تو دلی رنجشوں۔ کینوں اور بغضوں سے بکلی پاک ہو کر مسلمانوں کی صحیح رہنمائی فرما کر انہیں قعرِ ذلت سے نکال کر بامِ رفعت تک پہنچاؤ۔ دیکھو! جس نے حکم و عدل بن کر آنا تھا۔ وہ قادیان کی مقدس بستی میں آ چکا۔ ہاں خواب خرگوش کی نیند سونے والو! وہ عین اس وقت آیا۔ جبکہ روئے زمین کے مسلمان بزبان حال یہ دعائیں کر رہے تھے۔ کہ "اے خدا ہماری قوم کے خیالات درست کر دے۔ ورنہ یہ حالت بگڑی اور بگڑی۔ اور یہ کشتی منجدھار میں ڈوبی اور اب ڈوبی۔ نہ اس کا کوئی بچانے والا ہے۔ اور نہ کوئی اسکو تلاطم سے بچانے والا ہے۔ ہم تیری مدد کے خواستگار ہیں۔

اے خاصۂ خاصانِ رسل وقت دعا ہے
امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغربا ہے
وہ دین ہوئی بزم جہاں جس سے چراغاں
اب اسکی مجالس میں نہ بتی نہ دیا ہے
جو دین کہ تھا شرک سے عالم کا نگہباں
اب اس کا نگہبان اگر ہے تو خدا ہے

(ریویو آف ریلیجنز انگلش جلد ۱ صفحہ ۱۱)

مگر افسوس! تم نے اسکی ایک بھی نہ سُنی۔ وہ تمہیں ان تثلیث پرست ظالموں کے ہاتھوں بچانے کی انتہائی کوششیں کرتا رہا۔ مگر تم نے اسکی باتوں کو ایک کان سے سُنا اور دوسرے سے گزار دیا۔ ہائے! میں اپنے درد بھرے دل کی داستان تمہیں کیسے سناؤں بھولے بھٹکو! فی الواقعہ وہ اسلام کا فدائی اور قوم مسلم کا صحیح معنوں میں غمگسار تھا۔ مگر نامعلوم اے احسان فراموشو! تم اسکی تکذیب پر کیوں کمربستہ ہو گئے۔ نادانو! وہ فرمانِ نبوی کے مطابق کاسر الصلیب بھی تھا۔ جس نے عیسائیت کی جڑوں کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا۔ اور آج اسکی تیار کردہ اسلامی فوج کے مقابل آنے سے عیسائیت کے بڑے بڑے پوپ پادریوں کی روحیں کانپ اٹھتی ہیں

لیکن وائے حسرت! تم نے اسکی آواز پر لبیک نہ کہا۔ بلکہ اسلام کو دنیا کے سامنے اسی بھیانک شکل میں پیش کیا۔ جس پر اغیار تیر انداز ہو کر ہزاروں مسلمانوں کے دلوں کو چھلنی کر چکے اور کر رہے ہیں۔ اور دشمن کے حوصلے اور بھی بڑھ رہے ہیں۔ اور وہ یہاں تک دعوے کرنے پر اتر آیا ہے۔ کہ ع

مکہ یروشلم میں گاڑیں گے جا کے جھنڈا

اور پیشگوئیاں کر رہا ہے۔ کہ

"گذشتہ پچاس برس میں اگر ایک سے ایک ہزار ہو گئے۔ تو آئندہ پچاس برس میں کتنے ہی زیادہ ہوں گے۔ اور اس وقت مسیح کی صلیب کے تلے ایک ایسی کلیسیا ہوگی۔ کہ جس کی گنجائش اس شہر دہلی کی جامع مسجد کے سوائے جہاں اب تک ہلال کا محمدی نشان ہے۔ اور اس وقت صلیبی نشان ہوگا۔ اور جگہ ہرگز نہ ہوگی۔ اور اس وقت یہ کہنا درست ہوگا۔ کہ اب کام پورا ہو گیا۔ (کتاب ایس۔ پی۔ جی مشن دہلی کی جوبلی کے واقعات ۱۹۰۲ء صفحہ ۳۳)

کاش آپ اب بھی سنبھلیں! اور قوم مسلم کی خستہ حالت پر رحم کھا کر کاسر الصلیب کے جاں نثاروں کی جماعت میں شمولیت فرما کر لیسوعی بھیڑیوں اور دیانندی مہاشوں کے مقابل اسلام کی طرف سے سینہ سپر ہو کر مردانہ وار ان کا مقابلہ کر کے انہیں شکست فاشی دے کر اسلام کی فتح عظیم کا نقارہ بجا کر سرخروئی حاصل کریں۔ اے خدا! ایسا ہی ہو۔ آمین ثم آمین۔

ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا
اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائے گا خدا

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

(کاسر الصلیب کا ادنیٰ سپاہی خواجہ خورشید احمد مجاہد سیالکوٹی احمدیہ دار التبلیغ سری گوبندپور)

فرماؤ تو سہی۔ کہ آپ نے فاروق کی کیا امداد کی ہے کیا کوئی خریدار دیا۔ یا کسی لائبریری کے نام اپنی جیب سے فاروق

پیغامی مشن!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی شاندار ترقی کا خلافت ثانیہ کے ساتھ وابستہ ہونا

اہل پیغام کی توجہ کے لائق

ہاں نہ کر جلدی سے انکار اے سفیہ ناشناس
ہے اس پہ میری سچائی کا سبھی دار و مدار

(مسیح موعود ؑ)

ایہا الاحباب! قرآن مجید و دیگر کتب سماوی کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے۔ کہ جس قدر بھی خداوند تعالیٰ کی طرف سے انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے وہ سب کے سب اپنے اپنے زمانہ میں صداقت کا تخم ہی بو کر چلے گئے۔ اور وہ تخم آہستہ آہستہ نشوونما پاتا گیا۔ حتیٰ کہ ان کے خلفاء کے زمانہ میں اسکی پوری طرح تکمیل ہوئی۔ اور وہ ایک تناور درخت بن گیا۔

چنانچہ گذشتہ زمانوں کی طرح جب ہم اپنے زمانہ پر بھی نظر کرتے ہیں۔ تو یہاں بھی یہی پاتے ہیں۔ کہ آج سے نصف صدی قبل مشرق سے خدا کا ایک راستباز نبی شانِ مسیحیت میں جلوہ گر ہوا۔ اور اس نے بھی ایک روحانی سلسلہ کی بنیاد رکھی جسے دیکھ کر وے جو خدائی قدرتوں اور حکمتوں سے ناآشنا محض تھے۔ ہنسے اور کہنے لگے۔ کہ یہ بیج بڑھے گا نہیں۔ پھولیگا نہیں۔ پھلے گا نہیں۔ بلکہ پاؤں تلے مسل دیا جائیگا۔

جس پر خدا تعالیٰ کے جری مسیح موعود ہونے اسی علیم و خبیر ہستی کی طرف سے اطلاع پاکر اعلان فرمایا۔ کہ اے ناحق خفاء سلسلہ کے مٹانے کے درپے لوگو! سنو!

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے۔ کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا۔ اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا۔ اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا۔ اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا۔ اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے۔ کہ وہ سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔ اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیے گی۔ اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا۔ اور پھولیگا۔ یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہونگی۔ اور ابتلا آئیں گے۔ مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دے گا۔ اور اپنے وعدہ کو پورا کرے گا۔ اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ سو اے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو۔ اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھو۔ کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ جو ایک دن پورا ہوگا۔" (تجلیات الٰہیہ)

معزز ناظرین! جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں۔ کہ الٰہی سلسلے خلفاء کے زمانہ میں عظیم الشان ترقی کرتے ہیں۔ اس سلسلے نے بھی چونکہ خلفاء ہی کے زمانہ میں کامل غلبہ پانا تھا۔ اور خصوصاً خلافت ثانیہ میں۔ اس لئے اس کے مقدس بانی علیہ السلام نے قبل از وقت اس قسم کی باتوں سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

"یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا۔ ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے۔ کہ وہ اپنے رسولوں اور نبیوں کی مدد کرتا ہے۔ اور ان کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی اور غلبہ سے مراد یہ ہے۔ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشا ہوتا ہے۔ کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے۔ اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ ان کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے۔ اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں۔ اسکی تخم ریزی انہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اسکی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا۔"

(الوصیت صفحہ ۵)

اور پھر فرماتے ہیں:۔

"اس (اللہ تعالیٰ) نے پسند کیا۔ کہ اس خاندان (سادات) کی لڑکی میرے نکاح میں لائے۔ جو ان نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے۔ دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلائے۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۱۴۸)

جونہی ان الفاظ کا معاندین احمدیت کے کانوں تک گونجنا تھا۔ کہ وہ اور بھی شوخیوں اور شرارتوں پر اتر آئے۔ اور لگے ہاتھ پاؤں مارنے۔ کہ کہیں ان پیشگوئیوں پر ابنائے آدم نہ ایمان لے آئیں۔ ورنہ ہماری کوششوں اور ارادوں پر پانی پھر جائے گا۔ اور ہماری امیدیں حسرتیں بن کر ہمارے مستقبل کو نہایت ہی بھیانک بنا دیں گی۔ مگر خدا تعالیٰ کب ان کی پرواکرنے والا تھا۔ اس نے احمدیت کو روز افزوں ترقی پر ترقی دے کر ثابت کر دیا۔ کہ سلسلہ احمدیہ میرا ہی قائم کردہ سلسلہ ہے۔ تخم کا بونے والا مسیح موعود ؑ تو ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو اپنے پیارے سے جا ملا۔ پر خدا تعالیٰ نے اپنی پیشگوئیوں کے مطابق اسکی وفات کے بعد مومنوں کے درمیان خلافت کو قائم کر دیا۔ تا احمدیت اس کے ذریعہ اپنے کمال کو پہنچ کر اس امر کا ثبوت دے۔ کہ واقعی انسان اللہ تعالیٰ کی عجیب در عجیب قدرتوں اور حکمتوں سے ناآشنا ہے۔ تب ہی تو وہ ابتدا میں اس سلسلہ کو مٹانے کے اتنے بڑے بڑے دعاوی کر رہا تھا۔

غرض احمدی قوم نے "بالاتفاق حضرت مولوی نور الدین صاحب کو حضرت مسیح موعود ؑ کا خلیفہ مان لیا۔ اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔" بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء صفحہ ۵۔

حضرت مولوی صاحب چھ برس تک مقام خلافت پر فائز رہے۔ اور آپ کے عہد مبارک میں بھی احمدیت کی ترقی ہوئی۔ لیکن چونکہ الٰہی نوشتوں میں خلافت ثانیہ کے زمانہ میں احمدیت کا کامل غلبہ اور نمایاں کامیابی مقدر تھی۔ لہذا قدرت نے آپ کو اپنے پاس جلد ہی بلا لیا۔ اور آپ کے بعد اس مقدس انسان کو تخت خلافت پر سرفراز فرمایا۔ جسکی مومنوں کو ؑ شدید انتظار تھی۔ اور جس کی آمد کے متعلق وحی مسیح موعود میں بشارتیں دی گئی تھیں۔ اور جسے حضرت خلیفۃ المسیح اول نے بھی اپنے بعد منصب خلافت کا اہل سمجھا۔ (دیکھو رسالہ "حقیقت اختلاف" مصنفہ امیر پیغام صفحہ ۶۹)

مگر جب آسمانِ قدس کا بافیضا انسان بعد عزو شان ظاہر ہوا۔ تو وے جو اپنے تئیں سلسلہ کے سچے خادم اور جاں نثار قرار دیتے تھے۔ اس کی خلافت سے انکار کرنے لگے۔ اور اسے بچہ قرار دے کر مومنوں پر ڈورے ڈالنے لگے۔ پر وہ خدا جو اپنے پیاروں کے لئے غیرت مند ہے۔ بھلا کب ان کی کوششوں کو بارآور ہونے دیتا تھا۔ اس نے اپنے مقدس مسیح کے لخت جگر سیدنا حضرت محمود ایدہ اللہ کے ذریعہ متکبروں اور خاکساروں کمزور ایمان والوں اور سلسلہ کے سچے خادموں کے درمیان ایک فرق کر دکھایا۔ اور منکرین خلافت بوریا بستر اٹھا اپنا سا منہ لے کر لاہور کو چلدیئے۔ وہاں جا کر ان لوگوں نے جو شرافت اور تہذیب کی مٹی پلید کی۔ اس پر چپ ہی بھلی۔ اگر میں نمونۃً بتانے لگوں۔ تو خدا کی قسم مومنوں کے قلوب چھلنی ہو جائیں۔ وہ کونسی گندی سے گندی گالی ہے۔ جو ہم کو اور ہمارے مقدس امام کو ان لوگوں نے اپنے اخبارات میں اور مسجد کے ممبروں پر کھڑے ہو ہو کر نہیں دی اور اگر ہم نے تہذیب کے دائرہ میں رہ کر کچھ لکھا۔ تو یوں گویا ہوئے۔ کہ اجی ہم تو مظلوم ہیں۔ "محمود یوں کے خلیفہ" نے ہمیں بے نقط سنائیں۔ واہ صاحب!

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا۔

قارئین کرام! آج کل پھر پیغام بلڈنگس کی طرف سے تیر انداز تیر چھوڑ رہے ہیں۔ اور ان کے "حضرت امیر ایدہ اللہ" سب سے پیش پیش "حضرت مسیح موعود کے عقائد کو کونسا فریق بگاڑ رہا ہے"۔

"میاں صاحب مردوں کی طرح میدانِ مقابلہ میں آکر اس کا فیصلہ کریں"۔

"باطل کا گھمنڈ ٹوٹ جائے گا۔ حقیقت دنیا پر واضح ہو جائے گی"۔ (پیغام صلح ۱۸ اپریل ۱۹۲۱ء صفحہ ۳)

کے جلی عنوانوں سے ہمیں ڈرا رہے اور دھمکیاں دے رہے ہیں۔ مگر وہ اور ان کی پیغام پارٹی کے ممبر گوش ہوش سے سن لیں۔ کہ اگر خادمانِ محمود نے میدانِ مقابلہ میں قدم رکھا۔ تو پھر باطل کی خیر نہیں۔ ؎

سن نہ لے لشکر محمود یہ شورِ ناقوس
خاک لاہور میں پنہاں کوئی بت خانہ نہ ہو

پیغام پارٹی کے ممبرو! معلوم ہے تمہارے امیر کس مقدس انسان کی عداوت میں مشتعل ہو کر ایسے دعاوی کی جرأت کر رہے ہیں۔ اگر نہیں معلوم تو سنو۔ اس مقدس انسان کی عداوت میں جس کے عہد مبارک میں احمدیت کو نمایاں کامیابی ہوئی اور ہو رہی ہے۔ جسے مسیحائے زماں نے اپنا لخت جگر اور جانشین قرار دیا۔ اور اس کے متعلق اپنی مختلف کتب میں پیشگوئیاں کیں۔ کہ وہ نہایت ہی عظیم الشان انسان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوگا۔ جس کے متعلق خود تمہارے اکابرین میں سے کئی ایک مثلاً خود جناب مولوی محمد علی صاحب اور مرزا خدا بخش صاحب مصنف "عسل مصفّٰے" نے لکھا۔ کہ

"آئندہ کے متعلق بانیٔ سلسلہ اس سلسلہ کے لئے بڑی بڑی کامیابیوں کی پیشگوئی کرتے ہیں۔ براہین احمدیہ میں دو وعدے سلسلہ کی کامیابی کے متعلق ہیں۔ ایک وہ وعدہ ہے۔ جو خود بانی کی زندگی میں پورا ہونے والا تھا۔ سو وہ پورا ہو چکا۔ اور ہو رہا ہے۔ یعنی ایسے وقت میں جب آپ بالکل تنہا اور گوشۂ گمنامی میں تھے۔ یہ وعدہ کہ حق در حق لوگ تیرے پاس آئیں گے۔ اور باوجود مخالفت کے مخلوق بڑی کثرت سے رجوع کرے گی۔ اور دور دور راہوں سے نصرتیں آئیں گی۔ یہ وعدہ پورا ہو رہا ہے۔ اور ہر روز نیا ظہور اس کا ہوتا ہے۔ دوسرا وعدہ کامیابی کا جو اس سلسلہ کو دیا گیا ہے۔ وہ اس کے بانی علیہ السلام کی وفات کے بعد ظہور پذیر ہونے والا ہے۔ اور وہ وعدہ ان الفاظ میں ہے کہ جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ۔ پہلے وعدہ کا پورا ہونا صاف بتا رہا ہے۔ کہ دوسرا وعدہ بھی پورا ہو کر رہے گا۔ یہ بھی ایک پیشگوئی ہے۔ کہ آپ کے ایک لڑکے کے ذریعہ سے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے سلسلہ کی رہنمائی کے لئے مامور ہوگا۔ یہ سلسلہ بڑا اقتدار اور قوت حاصل کریگا۔"

(ریویو جلد ۵ نمبر ۵ صفحہ ۱۹۲)

اسی طرح مسل مصفّٰے صفحہ ۷۹۹ پر مرزا خدا بخش صاحب غیر مبائع لکھتے ہیں۔

"ایک دفعہ ایسے وقت میں جبکہ ابھی تک کوئی اولاد نہیں تھی۔ پیشگوئی کی۔ کہ ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جو مشرق سے مغرب تک دین اسلام کو پھیلائے گا۔ اس کا نام بشیر عمانوایل ہوگا۔ اور وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا۔ دیکھو ضمیمہ ریاض ہند مورخہ یکم مارچ ۱۸۸۶ء سو یہ پیشگوئی بھی بکمال صفائی پوری ہوگئی۔ اس وقت تک چار ہی لڑکے موجود ہیں۔ جن میں سے ایک وہ موعود بھی ہے۔ جو اپنے وقت پر اپنے کمالات ظاہر کرے گا۔ اور جو حضرت اقدسؑ کا جانشین ہوگا۔"

ہمارے بچھڑے ہوئے بھائیو! خدارا ہوش سے کام لو اور خلافت ثانیہ جیسی نعمت سے انکار نہ کرو۔ دیکھو تمہارے اکابر کس طرح خدا کے مقدس مسیح کی زندگی میں حضرت محمود ایدہ اللہ کی شان کا اظہار کر چکے اور حضور ایدہ اللہ کے عہد مبارک میں احمدیت کی عظیم الشان ترقی کے متعلق لکھ چکے ہیں۔ مگر تم ہو۔ کہ ابھی تک دامنِ محمود سے وابستہ ہی نہیں ہوئے۔ بھائیو! اللہ تعالیٰ نے جس قدر سیدنا محمود کے ذریعہ سلسلہ احمدیہ کو ترقی عطا فرمائی ہے۔ اسکی نظیر کسی اور زمانہ میں نہ ملے گی۔ دیکھو تم میں سے جو حاسدان محمود میں پیش پیش ہیں۔ یعنی ڈاکٹر بشارت احمد صاحب وہ بھی حضرت کی کامیابی کا بایں الفاظ اعتراف کر رہے ہیں۔ کہ:۔

"میاں صاحب اگر حضرت مسیح موعودؑ کے بیٹے نہ ہوتے۔ اور قادیان مرکز نہ ہوتا۔ اور کوئی مبہم پیشگوئی جس سے لوگوں کی آنکھوں پر پردہ ڈالا جا سکے۔ اور انصار اللہ پارٹی ان کی پشت پناہ نہ ہوتی۔ تو پھر ہم دیکھ لیتے۔ کہ میاں صاحب اپنے عقائد باطلہ کے ساتھ کس طرح کامیاب ہو جاتے" (پیغام صلح ۲۲ اپریل ۱۹۳۷ء صفحہ ۲ کالم ۲)

پھر اسی طرح ۲۲ اپریل ۱۹۴۰ء کے پیغام صلح صفحہ ۲ کالم ۲ پر ہمارے پاک امام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو "لاکھوں مرید" رکھنے والا قرار دیا گیا ہے۔

تباؤ ؎

اس قدر نصرت کہاں ہوتی ہے اک کذاب کی
کیا تمہیں کچھ ڈر نہیں ہے کرتے ہو بڑھ بڑھ کے وار

پیغامی دوستو! اگر خلافت ثانیہ میں احمدیت کی نمایاں کامیابی کا اور بھی نقشہ دیکھنا چاہتے ہو تو "فاروق" ۱۴ ارامان بمطابق ۱۴ مارچ ۱۹۴۰ء صفحہ ۲ کالم ۲ پر ان ممالک کی نامکمل سی فہرست پڑھ لو۔ جن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محبوب فرزند سیدنا حضرت فضل عمرؓ کے ذریعہ چھبیس برس کے عرصہ میں احمدیت پھیل چکی ہے۔ خدا کرے۔ کہ تم بھی خلافت ثانیہ سے بہرہ ور ہو کر اپنے مولیٰ کو راضی کر سکو۔ کیونکہ یہی راہ نجات ہے اللّٰھُمَّ آمین۔ ؎

ان دلوں کو خود بدل دے اے میرے قادر خدا
تُو تو رب العالمین ہے اور سب کا شہریار

(خادم احمدیت خواجہ خورشید احمد مجاہد سیالکوٹی احمدیہ دار التبلیغ سری گوبند پور)

نعمت

اگر آپ کے پیارے بچے کو گھنڈی پڑ گئی ہو۔ ہرے پیلے دست آتے ہوں۔ بچہ دودھ الٹ دیتا ہو۔ تالو نرم پڑ گیا ہو۔ کان پتلے پڑ گئے ہوں۔ گردن سوکھ گئی ہو۔ بچہ نہایت کمزور اور نڈھال ہو گیا ہو۔ ڈاکٹروں اور حکیموں کی کوششیں لاحاصل ہو رہی ہوں تو انڈین پوڈر کی صرف دو تین خوراکیں بچہ کو دیکر خدا کی قدرت کا ملاحظہ کریں۔ قیمت ایکروپیہ نمونہ ارسال کٹ آنے پر مفت۔ ریسٹورین۔ طاقت اور اسہال پیدا کرنے کی حیرت انگیز دوا ہے۔ قیمت دو روپیہ

پتہ:۔ ریسٹورین لیبارٹری قادیان (پنجاب)

جرمن۔ برطانیہ۔ فرانس کے جنگ عظیم کے متعلق

وزیر ہند برطانیہ کی لنڈن میں تقریر

لہ جون کو پونے آٹھ بجے شام لندن میں صاحب وزیر ہند نے جنگ کے متعلق ایک تقریر براڈکاسٹ کی۔ جس میں فرمایا۔

مجھے امید ہے۔ کہ میں عنقریب ہندوستانی بھائی ہندوں کے لئے ایسے امور پر تقریر کروں گا۔ جن کا خاص طور پر ہندوستان سے تعلق ہے۔ لیکن آج میں لڑائی کے اس آخری حصہ کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں جس کے نتیجہ میں دو چھوٹی چھوٹی حکومتوں یعنی ہالینڈ اور بلجیم کی عارضی طور پر آزادی چھن گئی ہے۔ اور ۱۹۱۴ء کی طرح جرمنی نے ایک دفعہ پھر شمالی فرانس کے ایک بڑے حصہ پر قبضہ کر لیا ہے۔

آپ لوگوں کو خبروں سے معلوم ہوگا۔ کہ جرمنی کی فوج نے اتحادی فوج کی حد بندی کو توڑ کر یہ خطرہ پیدا کر دیا تھا۔ کہ فرانسیسی اور انگلستان کی فوج کے گرد گھیرا ڈال کر اسے تباہ کر دے۔ بلجیم کی فوج نے اپنے بادشاہ کے حکم سے ہتھیار ڈال کر اتحادی فوجوں کے ایک پہلو کو خالی کر کے خطرہ کو بہت بڑھا دیا۔ اتحادی فوج کی بہادری اور دلیری بے مثال ہے۔ وہ اس وقت آڑے آئی۔ اور مصیبت خوشی سے بدل گئی۔ فوج کے ساحل تک پہنچنے کے لئے ایک حصہ بے حد شجاعت سے لڑتا رہا۔ ہوا باز بہادری سے مدد دیتے رہے۔ سمندری جہازوں نے بھی خوب کام کیا۔ اور آخر ہماری فوجیں ساحل پر پہنچ گئیں۔ ان کا ساحل پر پہنچنا ایک ایسا کارنامہ ہے۔ جس کی مثال تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ ان گنت جرمن فوجوں کے حملوں اور بے شمار گولیوں کی بارش کے باوجود برطانیہ کی فوج کا بڑا حصہ بلکہ اس سے بھی زیادہ اور ہزاروں فرانسیسی سپاہی ڈنکرک سے صحیح و سلامت نکال لئے گئے۔ ہندوستان کے وہ فوجی جو اس موقع پر موجود تھے۔ قسمت کے دھنی نکلے۔ اپنے برطانوی اور فرانسیسی بھائی ہندوں کے ساتھ انہوں نے اپنا فرض نہایت خوبی سے ادا کیا۔ جو فوج فرانس سے واپس آئی ہے۔ وہ ہاری ہوئی نہیں۔ یہ بجا ہے۔ کہ یہ فوجی تھکے ہوئے ہیں۔ اور سختیاں جھیلے ہوئے ہیں۔ مگر ان کی ہمت برقرار ہے۔ اس موقع پر سامان کا جو نقصان ہوا ہے۔ اسے جلد پورا کر لیا جائیگا اتوار کو میرے ایک رفیق کار نے کہا تھا۔ کہ فوج کا سب سے ضروری ہتھیار ہمت ہے۔ اس کو ہم نے آزما کر دیکھ لیا۔ اور دنیا دیکھ چکی ہے۔ کہ ہماری ہمت ٹوٹنے والی نہیں۔ جرمنی کو سامان اور فوج کا سخت نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ خاصکر ہوائی جہازوں کا۔ اس وقت جرمنی کی حالت بہت حد تک ۱۹۱۸ء کی خزاں سے بدتر ہے۔ جبکہ اس نے فرانس پر حملہ کیا تھا۔ اب مینجو لائن کے ساتھ ساتھ مقابلہ ہوگا۔ اور یہ فرانس کے لئے وہی درجہ رکھتی ہے۔ جو ہندوستان کے لئے ہمالیہ۔ اگر فرانس کا شمال میں نقصان ۱۹۱۸ء سے زیادہ ہوا ہے۔ تو السالس اور لورین کے صوبوں پر بھی قبضہ کئے ہوئے ہے۔ جو بڑی کانوں والے علاقے ہیں۔ جرمنی نے فرانس کی چند بندرگاہوں پر قبضہ کر کے عارضی طور پر ایک برتری حاصل کر لی ہے۔ اس کا خیال ہے۔ کہ ہمارے جہازوں کے راستہ میں رکاوٹ ڈالے۔ وہ یہ غلط اور بالکل غلط منصوبہ باندھے ہوئے ہے۔ کہ انگلستان پر حملہ کرے۔ مگر اسکی یہ برتری عارضی ہے۔ پچھلے چند ہفتوں کی لڑائی نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ ہماری ہوائی فوج کی قابلیت سب سے اعلیٰ ہے۔ ہمارا ایک ہوائی جہاز اور ایک ہوا باز دشمن کے تین ہوائی جہازوں اور تین ہوا بازوں پر بھاری ہے۔ جونہی ہمارے ہوائی جہاز گنتی میں بھی دشمن سے زیادہ ہو گئے۔ تو دشمن جتنا ہمارے قریب ہوگا۔ ہمارے لئے اتنا ہی اچھا ہوگا۔ ممکن ہے۔ اگلے چند ہفتے ہمیں فکر میں ڈال دیں۔ اگر اٹلی جنگ میں شریک ہو گیا۔ لیکن آخر جیت ہماری ہوگی۔ انگلستان میں کوئی بے چینی نہیں۔ سب کو کامیابی کا پورا یقین ہے۔ ہمت بھی پہلے سے سینکڑوں گنا بڑھ گئی ہے۔ ہندوستان کو بھی انگلستان کی طرح ہمت قائم رکھنی چاہیئے۔ لڑائی میں پیچھے بھی ہٹنا پڑتا ہے۔ مگر اس سے ہمارا جوش بڑھ گیا ہے۔ اور ہم جانتے ہیں۔ کہ ظلم۔ وحشیانہ حملوں اور برے ارادوں کے مقابلہ میں انصاف کی جیت ہوگی۔

— روم ۱۵ جون۔ آج دوپہر اطالوی کیبنٹ کا اجلاس ختم ہوا۔ ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ کئی بل منظور کئے گئے ہیں۔ جو مختلف وزراء نے پیش کئے تھے۔ بعض لوگوں کا خیال تھا۔ کہ لڑائی کے متعلق اٹلی کے آئندہ رویہ کے متعلق بھی کوئی فیصلہ ہوگا۔ مسولینی کی پارٹی کے اخبار لکھ رہے ہیں۔ کہ صرف دو آدمیوں کو اس بات کا علم ہے۔ کہ اٹلی کسی گھڑی جنگ میں کودے گا۔ مگر وہ گھڑی عنقریب آنیوالی ہے۔ روم کے برطانوی سفارت خانہ پر فوج کا خاص پہرہ لگا دیا گیا ہے۔